درس ترمذی شریف

افادات: حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ
ضبط وترتیب : مولانا مفتی عبدالمنعم حقانی
معاون مفتی دارالافتاء جامعہ حقانیہ

اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال
جامع امام ترمذی کے ابواب البر والصلۃ کے درسی افادات

باب ما جاء في تعليم النسب
نسب کی تعلیم کا بیان

حدثنا احمد بن محمد ثنا عبدالله بن المبارك عن عبدالملك بن عيسى الثقفي عن يزيد مولى المنبعث عن أبي هريرة عن النبي ﷺ قال: تعلموا من أنسابكم ما تصلون به أرحامكم فإن صلة الرحم محبة في الأهل، مثراة في المال منسأة في الأثر...... هذا حديث غريب من هذا الوجه...... ومعنى قوله، منسأة في الاثر، يعني به الزيادة في العمر.

ترجمہ: حضرت ابوہریرۃ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ اپنے نسب کا علم اس قدر حاصل کرلو کہ اس کے ذریعے تم قرابتداری کے حقوق ادا کرسکو۔ کیونکہ صلہ رحمی سے اپنوں میں محبت پیدا ہوتی ہے، مال زیادہ ہوتا ہے اور اَجل (موت) میں تاخیر ہوتی ہے۔...... یہ حدیث اس طریق کے ساتھ غریب ہے۔ اور اس قول (منسأۃ فی الاثر) کا معنی ہے "عمر میں زیادتی ہونا"

توضیح وتشریح: تعلموا من أنسابكم ماتصلون به أرحامكم: اپنے نسب اور آباؤ اجداد کو پہچاننا بھی ایک حد تک ضروری ہے، کیونکہ براور صلہ، اپنے اقرباء اور رشتہ داروں کے تعارف کے بغیر نہیں ہوسکتا، جبکہ صلہ رحمی کی اسلام میں بہت تاکید کی گئی ہے۔ اس وجہ سے اپنے باپ کی طرف کے آباؤ اجداد اور ماں کی طرف کے آباؤ اجداد کے نام ونسب وغیرہ معلوم کرنا ضروری ہے تاکہ اپنے اقرباء اور رشتہ داروں کو پہچان سکو، اور صلہ رحمی اور حقوق رشتہ داری میں أقرب فالاقرب اور درجہ بدرجہ ہر ایک کو اس کا حق ادا کرسکو۔ اس وجہ سے جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنے انساب پہچاننے کی تعلیم دی ہے۔ کہ صلہ رحمی کے خاطر نسب کو معلوم کرو۔ فخر وغرور کے لئے اپنے آباؤ اجداد کو یاد کرنا اور اپنے عالی نسب ہونے کی بناء پر دوسروں سے اپنے آپ کو بہتر سمجھنا یہ شرعاً حرام اور ناجائز ہے۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ جس کو اس کا عمل پیچھے چھوڑ دے، تو اس کا نسب اسے آگے نہیں بڑھا سکتا۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ تم میں سے

اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ غیرت مندوہ ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہو۔ آباؤ اجداد پر فخر و تکبر کرنا کہ 'پدرم سلطان بود' اس کو دین اسلام نے جڑ سے اکھاڑ پھینک دیا ہے۔ اور حدیث میں ہے کہ: کلکم بنو آدم و آدم من تراب الحدیث ''تم سب آدم (علیہ السلام) کی اولاد ہو اور آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا ہوئے ہیں۔''

کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر کوئی برتری نہیں' کالے کو گورے پر اور گورے کو کالے پر کوئی فوقیت حاصل نہیں' اللہ کے نزدیک زیادہ عزت مندوہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو۔

غرض فخر و مباہات کو اسلام نے ختم کر دیا ہے اور اپنے نسب کا علم حاصل کرنا اس ارادے سے کہ اپنے اقرباء کو معلوم کر کے ان کے ساتھ صلہ رحمی' اور حسن سلوک کرے یہ ایک عبادت ہے۔

صلہ رحمی کے بعض دنیوی فوائد: فان صلة الرحم محبة فی الأهل' مثراة فی المال' منسأة فی الاثر: پس یقیناً صلہ رحمی سے قرابتداروں میں محبت بڑھ جاتی ہے۔ مال زیادہ ہوتا ہے' اور اُجل (موت) میں تاخیر ہوتی ہے۔

محبت کا بڑھ جانا: محبت کا بڑھ جانا ظاہر ہے کیونکہ جب کوئی آدمی اپنے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے ان کے دکھ درد میں شریک ہوتا ہے۔ بیمار پرسی کرتا ہے اور ان کے ساتھ مالی تعاون کرتا ہے تو لازم ہے کہ اس کے ساتھ ان رشتہ داروں کی محبت پیدا ہوگی۔ اور جوں جوں یہ سلسلہ بڑھتا جاتا ہے اتنی ہی آپس میں محبت بھی بڑھتی چلی جائے گی۔ اور اسی طرح امن و محبت کا ایک خوشحال معاشرہ وجود میں آئے گا۔

مال میں اضافہ: مثراة فی المال: یعنی صلہ رحمی سے مال زیادہ ہوتا ہے۔ اگر ظاہری نظر سے دیکھا جاوے تو معاملہ برعکس ہونا چاہیے کیونکہ قرابتداروں کیساتھ حسن سلوک کرنے اور ان کے حقوق ادا کرنے میں مال صرف ہوتا ہے' کیونکہ قرابتداری کے بہت سے حقوق ایسے ہیں جن کا تعلق مال خرچ کرنے سے ہے۔ اور ان میں کافی حصہ مال کا خرچ ہوتا ہے' جس سے بظاہر مال کم ہوتا ہے' لیکن شریعت مقدسہ کی رو سے معنوی اور روحانی اثرات عموماً مادی اندازوں کے خلاف ہوتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: یمحق الله الربوٰ ویربی الصدقات' (الآیۃ) سود کے مال کو اللہ تعالیٰ مٹاتا ہے۔ اور صدقات سے مال کو اللہ تعالیٰ بڑھاتا ہے اور یہ بھی ظاہر کیخلاف ہے' کیونکہ ظاہر میں تو صدقات سے مال کم ہوتا ہے۔ اور سود سے مال زیادہ ہوتا ہے' لیکن خزانہ غیب کی طرف سے اسکے برعکس صلہ مل جاتا ہے۔ اور جو اپنا مال صدقات میں خرچ کرتا ہے' وہ مال دن بدن بڑھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسکے مال میں برکت ہوتی ہے' اور صدقہ کرنے سے مال کبھی کم نہیں ہوتا ما نقصت مال من صدقه

اور اس کے برعکس سود کرنے والوں کے ساتھ اگر عارضی کچھ وقت کے لئے سرمایہ زیادہ بھی جمع ہو جائے' لیکن انجام کار اس کا' خسارہ اور ہلاکت ہے' جیسا کہ موٹاپا کے مریض کا بدن ورم کی وجہ سے موٹا اور تازہ معلوم ہوتا ہے لیکن یہ کوئی صحت مندی نہیں بلکہ موت اور ہلاکت کی تمہید ہے۔ اس وجہ سے جن ملکوں میں سودی نظام رائج ہے وہ بھی

کچھ عارضی ترقی کرنے کے بعد روبہ تنزل ہو جاتے ہیں اور انجام کار ان کا دیوالیہ پن اور تباہی ہے۔

عمر زیادہ ہونا: منسأۃ فی الأثر:

یعنی صلہ رحمی کرنا اُجل (موت) کی تاخیر کا سبب ہے اور باعث ہے عمر کے زیادہ ہونے کا۔

پھر عمر زیادہ ہونے کا کیا مطلب ہے؟ حالانکہ حدیث میں ہے' جف القلم بما هو كائن "یعنی جو کچھ ہونے والا ہے قلم اسے لکھ کر خشک ہو چکا ہے۔ پھر مزید کچھ نہیں لکھے گا؟ اور دوسری حدیث میں بھی حدیث باب کی طرح مضمون ذکر ہے' لایرد القضاء الا الدعا و لایزید فی العمر الا البر ۔یعنی قضاء اور تقدیر کو دعا کے علاوہ کوئی چیز بھی رَد نہیں کر سکتا۔ اور عمر میں صلہ رحمی کے علاوہ اور کوئی چیز زیادتی نہیں لا سکتی۔ تو جواب میں کہا جاتا ہے کہ جن چیزوں کو لکھ کر قلم خشک ہو چکا ہے وہ تقدیر مبرم ہے اس میں تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ اور جس تقدیر میں دعا یا صلہ رحمی وغیرہ اسباب سے تبدیلی آتی ہے وہ تقدیر معلق ہے۔ لہٰذا صلہ رحمی کو جو اس حدیث میں زیادتی عمر کا سبب قرار دیا گیا ہے یہ تقدیر معلق کے اعتبار سے ہے۔ یا عمر زیادہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ یہ آدمی محسن ہے اور اپنے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے تو جب ایسا آدمی مرجاتا ہے تو مرنے کے بعد بھی طویل مدت تک اس کا ذکر جمیل دنیا میں باقی رہتا ہے۔ اور لوگ اس کے محاسن' اور بھلائی کو یاد کرتے ہیں۔ مرنے کے بعد نیک نام باقی رہنے کو زیادت عمر سے تعبیر کیا گیا۔

قارون ہلاک شد کہ چہل خانہ گنج داشت　　نوشیروان نہ مُرد کہ نام نکو گذاشت　(سعدیؒ)

اور یا زیادت عمر کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ صلہ رحمی کرنے والے کی عمر میں برکت ڈال دیتا ہے اور اسکی عمر کو ضائع ہونے نہیں دیتا۔ بلکہ اس کو خیر اور بھلائی کی توفیق دیتا ہے۔ تو اس آدمی کی قلیل عمر میں وہ بہت سے نیک اعمال کرتا ہے اور ایسی ایسی دینی خدمات سرانجام دیتا ہے کہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ اس آدمی کی عمر تو سو' ایک سو بیس سال ہوگی حالانکہ اسکی عمر چالیس' پچاس کے قریب ہوتی ہے۔ جیسا کہ مولانا عبدالحئی لکھنویؒ نے بہت ہی قلیل عمر میں بہت اہم تصانیف اور بڑے بڑے علمی کارنامے انجام دیئے۔ اسی طرح مولانا اشرف علی تھانویؒ کی تصانیف اس سلسلہ میں مشہور ہیں۔ یہی حال حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی کا ہے۔ تو زیادت عمر کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے قلیل عمر میں دین کا بہت کام لے لے۔ یہ ہے عمر کا زیادہ ہونا۔ اور یہ بھی ہے کہ مستحق اور محتاج قرابتدار اور غریب اس کی زندگی کے لئے دعا گو رہتے ہیں تو ان دعاؤں کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کی عمر بڑھا دیتا ہے۔

حضرت مدنیؒ کا دلچسپ واقعہ: حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ اپنے استاذ حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ کے ساتھ مالٹا کے جیل میں گرفتار ہوئے تھے۔ دراصل حضرت مدنیؒ گرفتاری سے بچ سکتے تھے لیکن حضرت شیخ الہندؒ کے گرفتار ہونے پر حضرت مدنیؒ نے رضا کارانہ طور پر اپنے آپ کو ملزم قرار دے کر گرفتاری دے دی۔ تا کہ جیل میں اپنے استاد کی خدمت کرتے رہیں۔ اور پھر یقیناً حضرت مدنیؒ نے استاذ کی خدمت کا حق ادا کر دیا۔ اسی گرفتاری کے دوران حضرت مدنیؒ کے والد محترم بھی فوت ہوئے اور اہلیہ بھی اس فانی دنیا سے رحلت کر گئیں لیکن حضرت مدنیؒ نے

ایسے کٹھن حالات میں بھی استاذ کو تنہا چھوڑ کر جیل سے نکلنے کو گوارا نہیں کیا۔ بلکہ بدستور حضرت شیخ الہندؒ کے ساتھ رہ کر خدمت کرتے رہے۔ مالٹا میں سخت سردی ہوتی تھی حضرت مدنیؒ پانی سے لوٹا بھر کر رات کو بستر میں اپنے سینے سے لگائے رکھتے تھے۔ جب حضرت شیخ الہندؒ رات کے آخری حصے میں اٹھتے تو اس وقت تک حضرت مدنیؒ کے بدن کی حرارت سے وہ لوٹا کچھ نیم گرم ہو چکا ہوتا تھا۔ حضرت مدنیؒ یہ گرم پانی اپنے استاذ کو وضوء کے لئے پیش کر دیتے۔ (ان خدمات اور خلوص کے بدولت اللہ تعالیٰ نے حضرت مدنیؒ کو مقام عطا فرمایا) اسی سفر کے بارے میں حضرت مدنیؒ نے سفرنامہ ''اسیر مالٹا'' بھی لکھا۔ اس میں ایک واقعہ تحریر فرمایا ہے کہ مالٹا میں ایک قبرستان تھا۔ اس میں بعض قبریں لمبی اور بڑی ہوتی تھیں اور اس پر چار سال یا پانچ سال عمر لکھی ہوتی تھی۔ اور بعض قبریں نسبتاً چھوٹی ہوتی تھیں اور ان پر عمر ۱۸، ۲۰ سال لکھی ہوتی، دیکھ کر تعجب ہوتا تھا کہ قبر بڑی ہے اور مردہ بڑی عمر کا آدمی معلوم ہوتا ہے اور اس پر عمر تین سال یا پانچ سال لکھی ہے۔ یہ کیوں؟ سبب پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ قبرستان عیسائیوں کا ہے اور وہ اس صرف اس عمر کو عمر کہتے ہیں جو عیسائیت کی تبلیغ میں گزر چکی ہو، پس اگر کسی کی عمر سو سال ہو لیکن اس نے دین عیسائیت کی خدمت میں چار پانچ سال گزارے ہیں تو اس کی قبر پر صرف چار سال یا پانچ سال عمر لکھی جائے گی۔ پس اصل عمر وہ ہے جو دین اسلام کی خدمت میں گزر جائے حدیث کا مطلب بھی یہ ہوا کہ جس کی عمر کو اللہ تعالیٰ ضائع ہونے سے بچائے اور اس سے تھوڑی عمر میں زیادہ دینی خدمات لے لے تو گویا اللہ تعالیٰ نے اس کی عمر کو زیادہ کر دیا۔

ے دن وہی دن ہے شب وہی شب ہے جو تیری یاد میں گزر جائے

باب ما جاء فی دعوة الأخ لأخيه بظهر الغيب

ایک بھائی کا اپنے دوسرے (مسلمان) بھائی کے لئے غائبانہ دعا کرنا

حدثنا عبد بن حميد ثنا قبيصة عن سفيان عن عبد الرحمن بن زياد بن أنعم عن عبد الله بن عمرو عن النبي ﷺ قال: ما دعوة أسرع إجابة من دعوة غائب لغائب. هذا حديث غريب لانعرفه إلا من هذا الوجه، والإفريقي يضعف في الحديث و هو عبد الرحمن بن زياد بن أنعم الافريقي۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ایک غائب کا دوسرے غائب کے لئے دعا مانگنے سے کوئی اور دعا زیادہ جلدی سے قبول ہونے والی نہیں۔ یہ حدیث غریب ہے۔ ہم اسے اس طریق کے علاوہ کسی اور طریق سے نہیں پہچانتے۔ اور افریقی جو ہے وہ حدیث کے سلسلے میں ضعیف بتایا جاتا ہے۔ اور وہ ہے عبد الرحمان بن زياد بن أنعم الافريقي۔

توضیح وتشریح: اس حدیث میں غائبانہ دعا کی فضیلت اور بہتری کا بیان ہے کہ غائب کی دعا، دوسرے غائب

کے لئے بہت ہی جلد قبول ہو جاتی ہے۔ اور اس سے زیادہ کوئی دعا جلدی قبول ہونے والی نہیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ دعا زیادہ مقبول ہے جو کہ زیادہ خلوص اور صدق نیت سے مانگی جائے۔ اور کسی آدمی کا دوسرے کے لئے غائبانہ طور پر خیر کی دعا مانگنا خلوص نیت اور صدق دل سے ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ اس سے کسی کو دکھانا' سنانا مقصود نہیں ہوتا' اور نہ ہی مدعولہ کو خوش کرنا مقصود ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ تو نہیں دیکھتا ہے کہ یہ آدمی میرے لئے خیر کی دعا مانگتا ہے' پس ظاہر ہے کہ یہ آدمی دل کی تڑپ کے ساتھ اس آدمی کے لئے خیر پہنچانے کا طلبگار ہے اور اللہ تعالیٰ سے اس کے لئے خیر کی دعا مانگتا ہے' تو اس کمال اخلاص کی وجہ سے اللہ اس دعا کو سب سے زیادہ جلدی سے قبول فرمالیتا ہے۔ اگرچہ روبرو دعا کرنا بھی اچھا ہے' لیکن غائبانہ دعا جلدی قبول ہو جاتی ہے۔ لہذا اپنے اساتذہ' والدین' اور ساتھیوں' دوستوں کے لئے غائبانہ طور پر دعائیں مانگا کریں۔ مثلاً میرے فلاں ساتھی کو بھی اللہ تعالیٰ عالم باعمل بنادے۔

باب ما جاء فی الشتم

گالیاں دینے (کی مذمت) کا بیان

حدثنا قتیبة ثنا عبدالعزیز بن محمد عن العلاء بن عبدالرحمن عن أبیه عن أبی هریرة ان رسول الله ﷺ قال: المستبان ماقالا فعلی البادیٔ منهما مالم یعتد المظلوم.......... وفی الباب عن سعد و ابن مسعود وعبدالله بن مغفل...... هذا حدیث حسن صحیح۔ (ترجمہ) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' ایک دوسرے کو گالیاں دینے والے دونوں آدمی جو کچھ بھی کہیں گے تو اس کا گناہ ابتداء کرنے والے پر ہے۔ جب تک مظلوم آدمی نے تجاوز نہ کیا ہو۔ .... باب میں حضرت سعد اور حضرت ابن مسعود اور حضرت عبداللہ بن مغفلؓ سے بھی روایات ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

توضیح وتشریح: المستبان: تثنیہ ہے مستب کا۔ اور مستب اسم فاعل ہے' استباب' باب افتعال سے' یعنی وہ دو آدمی جو ایک دوسرے کو گالیاں دیتے ہوں' ماقالا ' أی اثم ما قالا ۔ یعنی ان دونوں نے جو کچھ بھی کہا تو اس سب کا گناہ ابتداء کرنے والے پر ہوگا۔ کیونکہ پہل کرنے والا اس مشاجرہ اور مخاصمہ کا سبب بن گیا ہے۔

کیا گالی کا جواب گالی سے دینا جائز ہے: فعلی البادیٔ منهما الخ: پس اس کا گناہ ان دونوں میں پہل کرنے والے پر ہے۔ اس کا ایک مطلب یہ بیان کیا گیا ہے' کہ دونوں نے ایک دوسرے کو جتنی بھی گالیاں دی تو ان سب کا گناہ پہل کرنے والے پر ہوگا۔ اور جب تک کہ اس مظلوم آدمی نے حد سے تجاوز نہ کیا ہو' اس وقت تک اس پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔ اور جب وہ مظلوم تعدی وتجاوز کرے تو پھر گناہ صرف ابتداء کرنے والے پر نہ ہوگا۔ بلکہ یہ دوسرا بھی حد سے تجاوز کرنے کی وجہ سے اس کے ساتھ گناہ میں شریک ہوگا۔ تجاوز کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس کو ایک گالی دے۔ تو یہ جواب میں دو گالیاں دے' یا جواب میں اس کو بھی گالی دے اور اس کے ماں باپ کو بھی گالیاں دے۔ (جیسا

کہ بعض پٹھان لوگ اس طرح کرتے ہیں) اس صورت میں دونوں گنہگار ہوں گے۔ وہ گالیاں دینے کی وجہ سے اور یہ تجاوز کرنے کی وجہ سے۔ اس تشریح کے مطابق گالی دینے والے کو برابر اور مساوی جواب دینے سے آدمی گنہگار نہ ہوگا۔ اور گالی کا جواب اس کے برابر گالی سے دینا جائز ہوگا۔ دوسرا مطلب اس حدیث کا یہ بیان کیا گیا ہے کہ فعلی البادئ منهما کا مطلب یہ ہے: کہ دونوں جو بھی کہیں اس کا گناہ ابتدا کرنے والے پر ہوگا۔ وہ خود جو گالی دے اس کا گناہ بھی اس پر ہے۔ اور دوسرا آدمی جو اس کو جواباً گالی دیتا ہے اس کا گناہ بھی اس ابتداء کرنے والے پر ہے' کیونکہ یہ اس کیلئے سبب بنا ہے۔ لیکن یہ مطلب نہ ہوا کہ جواب میں گالی دینے والے پر اپنے قول کا گناہ نہ ہوگا۔ بلکہ گنہگار تو یہ بھی ہے۔ لیکن اسکا گناہ پہل کرنے والے کے بنسبت کم ہے جبتک کہ یہ تعدی نہ کرے' اور جب اس نے تعدی کی تو پھر اسکا گناہ بھی پہلے کے برابر ہوگا اور ہوسکتا ہے کہ اگر تعدی زیادہ ہو تو اس کا گناہ پہل کرنے سے بھی زیادہ ہو جائے۔ (اس تفصیل کے مطابق گالی کے برابر جواب دینا بھی گناہ سے خالی نہیں ہے) فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ "جاز رد كل شتيمة غير الحد" (درمختار) یعنی ہر گالی کا برابر جواب دینا جائز ہے' بشرطیکہ وہ گالی موجب حد (حد قذف) نہ ہو۔ پس انتقام اور بدلہ لینے کے اصول کیمطابق پہلا قول راجح معلوم ہوتا ہے۔ یعنی گالی کا برابر سے جواب دینا جائز ہے۔ اور حدیث باب سے بھی بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے اور جزئیہ فقہ کے مطابق موجب حد گالی کا جواب دینا جائز نہیں اس کے علاوہ جائز ہے' تاہم جواب نہ دینا اور عفو و درگزر کرنا عزیمت اور زیادہ اجر و ثواب کا باعث ہے

حدثنا محمود بن غيلان ثناء ابوداؤد الحفرى عن سفيان عن زياد بن علاقة قال سمعت المغيرة بن شعبة يقول: قال رسول الله ﷺ: لا تسبوا لاموات فتؤذوا الأحياء. وقد اختلف اصحاب سفيان في هذا الحديث فروى بعضهم مثل رواية الحفرى. وروى بعضهم عن سفيان عن زياد بن علاقه قال: سمعت رجلاً يحدث عن المغيرة بن شعبة عن النبي ﷺ نحوه.

ترجمہ: حضرت زیادہ بن علاقہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت کرتے ہوئے سنا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم مُردوں کا گالی نہ دو کہ اس کی وجہ سے زندوں کو تکلیف پہنچاؤ گے۔ اور حضرت سفیان کے شاگردوں کو اس حدیث میں اختلاف ہوا ہے' پس بعض شاگردوں نے تو اسے حَفَری کی طرح روایت کیا ہے' اور بعض نے عن سفيان عن زياد بن علاقه قال سمعت رجلاً يحدث عن المغيرة بن شعبة عن النبي ﷺ نحوه (یعنی حضرت سفیان کے بعض شاگردوں نے زیاد بن علاقہ کا حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے براہ راست سننا نقل نہیں کیا ہے۔ بلکہ انہوں نے زیاد بن علاقہ کا ایک اور آدمی سے سننا نقل کیا ہے جو کہ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت کرتا تھا' کہ جناب رسول اللہؐ اسی طرح فرمایا کرتے تھے۔)

توضیح و تشریح: لاتسبوا الاموات فتو ذو الأحيا۔ مُردوں کو گالی نہ دیا کرو کہ جس کی وجہ سے زندوں کو تکلیف پہنچاؤ۔ مُردوں کو گالی دینا بھی جائز نہیں۔ جیسا کہ شیعہ و روافض کی عادت ہے کہ انکے مذہب کی بنیاد ہی گالیاں

دینے پر ہے۔...... تاریخ سے مردوں کو نکال کر انہیں گالیاں دیتے ہیں' حالانکہ مردوں کے عیوب کو بیان کرنے سے احادیث مبارکہ میں منع آیا ہے' قرآن کریم کی تعلیم بھی یہ ہے کہ اسلاف کیساتھ دلوں میں کدورت نہ رکھے۔ ان کے ساتھ بغض و کینہ رکھنا خسارے کی بات ہے' اس لئے اللہ تعالیٰ سے ان کیلئے مغفرت کی' اور اپنے دلوں کو انکے ساتھ بغض و کینہ سے پاک رکھنے کی دعا کریں۔ ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان۔ ولاتجعل فی قلوبنا غلاً للذین آمنوا ربنا إنک رؤف رحیم (الایۃ) ''اے ہمارے پروردگار ہماری اور ہمارے ان بھائیوں کی مغفرت فرما جو ہم سے پہلے ایمان لاچکے تھے اور ہمارے دلوں میں (تمام) ایمان لانے والوں کے ساتھ بغض و کینہ پیدا نہ کر۔ اے ہمارے پروردگار بے شک تو بہت مہربانی کرنے والا اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔ ''...... بعض اسلاف سے کسی نے مشاجرات صحابہ سے متعلق پوچھا کہ ان میں سے کون حق پر تھے؟ اور انکے اختلافات کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ: اللہ تعالیٰ نے ہمارے نیزوں اور ہمارے ہاتھ کو ان کے خون سے رنگنے سے محفوظ فرمایا ہے۔ تو ہم پر لازم ہے کہ ہم اپنی زبانوں کو بھی اس میں آلودہ نہ کریں

<u>فتوزو الاحیاء:</u> یعنی مردوں کو گالی نہ دیں کہ اس سے تم زندوں کو تکلیف پہنچاؤ گے۔ یعنی مُردوں میں تو ادراک نہیں ہے۔ ان کو تو بظاہر کچھ تکلیف نہیں پہنچے گی۔ لیکن ان کے زندہ متعلقین' مثلاً ان کی اولاد کو' شاگردوں' مریدوں اور رشتہ داروں کو تکلیف پہنچے گی' کسی کی بھی ایذا رسائی حرام ہے' یہ ایک اور برائی ذکر ہوئی' مردوں کو گالی دینے کی۔

حدثنا محمود بن غیلان ثنا وکیع ثنا سفیان عن زبید ابن الحارث عن ابی وائل عن عبداللہ قال: قال رسول اللہ ﷺ و ''سباب المسلم فسوق وقتالہ کفر'' قال زبید قلت لابا وائل: انت سمعتہ من عبداللہ؟ قال نعم ھذا حدیث حسن صحیح۔ ترجمہ: حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس کے ساتھ لڑنا کفر ہے' حضرت زبید کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابووائل سے پوچھا کہ کیا تو نے یہ روایت حضرت عبداللہؓ سے سنی ہے۔ تو اس نے کہا ''ہاں'' (میں نے سنی ہے) یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

<u>توضیح وتشریح:</u> <u>سباب المسلم فسوق وقتالہ کفر:</u>

مسلمان کو گالی دینا فسوق ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے۔ فسوق کا معنی ہے خروج' نکلنا۔ پس فسوق کا معنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری سے نکلنے کا ہے۔ فسوق' عصیان سے اشد تر ہے' بدلیل قولہ تعالیٰ۔ وکرّہ إلیکم الکفر و الفسوق و العصیان۔ (الایۃ) اس آیت کریمہ میں کفر کے ساتھ متصل فسوق کا ذکر فرمایا ہے اور عصیان کو اس کے بعد ذکر فرمایا۔ حاصل یہ کہ مسلمان کو گالی دینا بڑی نافرمانی ہے۔

<u>وقتالہ کفر:</u> اور اس کے ساتھ لڑنا کفر ہے' اس کا ایک مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ کفر ہے' یعنی کافرانہ فعل ہے' مسلمان کو لائق نہیں کہ مسلمان سے لڑے۔ یا یہ مطلب ہے کہ مفضی الی الکفر ہے' کفر کی طرف پہنچانے والی چیز ہے۔ اور یا یہ مطلب ہے کہ مستحل ہوا اور اس کے ساتھ قتل و قتال کو حلال سمجھتا ہو تو پھر کفر ہے۔